وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

(اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام کرو اس اُمید پر کہ چھٹکارا ہو) حج : ۷۷

تحقیق الحق

۱۳۴۶ھ — ۱۹۲۷ء

مسئلہ ایصالِ ثواب پر تاریخی دستاویزات و تصدیقات

مُرتبہ

ابوالسرور محمد مسرور احمد

ادارہ مسعودیہ

۲/۶، ۵، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی

اِسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۱ھ — ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

تحقیق الحق

مسئلہ ایصالِ ثواب پر تاریخی دستاویز

۱۳۴۶ھ/۱۹۲۶ء

مرتبہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

۱-	نام کتاب	تحقیق الحق
۲-	مرتب	ابوالسرور محمد مسرور احمد
۳-	تقدیم نگار	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۴-	حروف ساز	سلمان افتخار علی
۵-	اشاعت	دوم
۶-	طباعت	۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء
۷-	مطبع	ریگل پریس، کراچی
۸-	تعداد	ایک ہزار
۹-	قیمت	

ملنے کے پتے:

۱- ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی
۲- مختار پبلی کیشنز، ۲۵-جاپان مینشن، ریگل، صدر کراچی
۳- کتب خانۂ رضویہ، آرام باغ، کراچی
۴- فرید بک اسٹال، ۳۸-اردو بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

ابوالسرور محمد مسرور احمد

پیش نظر رسالہ تحقیق الحق ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۲۷ء اعلیٰ پریس دہلی سے شائع ہوا- اس رسالہ کی قدیم کاپی اپریل ۲۰۰۰ء میں حضرت والد ماجد پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ العالی کو علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد صاحب (شاہی امام مسجد فتح پوری، دہلی) نے عنایت فرمائی- اس رسالہ میں ایک استفتاء ہے اور اس کے تین جوابات ہیں- پہلا جواب اکابر علماءِ دیوبند میں مفتی محمد کفایت اللہ نے دیا ہے اور دوسرا جواب مولانا محمد عبدالرسول لکھنوی نے دیا ہے اور تیسرا جواب حضرت جدامجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ (شاہی امام مسجد فتح پوری، دہلی) نے دیا ہے- پھر علماءِ اہلسنت اور علمائے دیوبند میں تقریباً ۸۰ علماء کی ان تینوں فتووں پر تصدیقات ہیں اور توضیحی کلمات بھی-

استفتاء علامہ اخلاق حسین دہلوی اور ان کے دو ساتھیوں نے پیش کیا ہے- علامہ اخلاق حسین، دہلی کے سنی صحیح العقیدہ عالم تھے-

اس رسالہ میں مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب اور ایصالِ ثواب کے لئے دن اور تاریخ مقرر کرنے سے متعلق بحث کی گئی ہے- ایصالِ ثواب میں تو سب کا اتفاق ہے البتہ دن اور تاریخ مقرر کرنے میں کچھ اختلاف ہے وہ بھی اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اختلاف نہیں- جن حضرات نے اس رسالہ میں استفتاء کے جوابات دیئے ہیں یا تصدیقات فرمائی ہیں شاید اب سب کے سب اللہ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں- کیونکہ رسالہ کو شائع ہوئے ۷۳ سال گزر چکے ہیں- یہ مدت بڑی مدت ہے- ان جواب لکھنے والوں اور تصدیق کرنے والوں میں اکابر علماءِ اہلِ سنت بھی ہیں، اکابر علماءِ بریلوی بھی ہیں، اکابر علماءِ بدایونی بھی ہیں اور اکابر علماءِ دیوبند بھی ہیں- جب ہم یہ رسالہ پڑھتے ہیں تو ایک ایسی محفل میں پہنچ جاتے ہیں جہاں یہ سب موجود ہیں اور ایک ایسے مسئلہ کے بارے میں فیصلہ کر رہے ہیں جو ابھی تک مابہ النزاع بنا ہوا ہے- ہم کو اس فتوے کی روشنی میں اپنے اختلافات ختم کر کے اس فیصلے پر عمل کرنا چاہئے جو ان علماء نے کر دیا ہے یعنی یہ کہ:

۱- ایصالِ ثواب جائز ہے-
۲- اگر سہولتِ کار کے لئے دن یا تاریخ مقرر کی جائے تو وہ بھی جائز ہے-
۳- اگر کسی خاص دن یا کسی خاص وقت کی شریعت سے فضیلت ثابت ہے تو زیادہ ثواب کی نیت سے اس وقت یا اس دن تاریخ مقرر کرنا بھی جائز ہے-
۴- البتہ اپنے مقرر کردہ دنوں میں کسی دن کو فرض، واجب اور سنت سمجھ کر ایصالِ ثواب نہیں کرنا چاہئے-

یہ رسالہ قدیم انداز سے مرتب کیا گیا تھا- ہم نے جدید تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ازسرِ نو مرتب کیا ہے- پہلے مقدمہ ہے جو حضرت والد ماجد پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ العالی نے قلم بند فرمایا ہے- پھر خاص خاص لکھنے والوں کی ایک فہرست ہے، تاکہ قاری اگر چاہے تو مسئلے پر آسانی سے ان کا موقف معلوم کر سکے، پھر حرفِ اول، استفتاء، فتوے اور تصدیقات ہیں- آخر میں ان علماء کی ناموں کی فہرست ہے جن کے نام اس رسالہ میں آئے ہیں، بہت سے علماء کے بارے میں ہمیں نہیں معلوم کہ وہ علماء کس پایہ و مرتبہ کے تھے، ممکن ہے کہ قارئینِ کرام میں سے بہت سوں نے انہیں دیکھا بھی ہو، ان کے لئے ان علماء کی نسبت سے ان کی تحریریں زیادہ وقیع ہوں گی- اس رسالہ میں تخریج کا کام بھی ضروری تھا- سرِدست مآخذ کی مجمل فہرست دے دی ہے، اس کمی کو انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی-

یہ رسالہ ادارہ مسعودیہ، کراچی شائع کر رہا ہے- ہم ادارے کے تمام اراکین و معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو تبلیغِ دینِ متین اور مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے- آمین-

احقر محمد مسرور احمد عفی عنہٗ
۲/۱۷-سی، پی-ای-سی-ایچ سوسائٹی، کراچی
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
۱۸ اگست ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

۱-	تقدیم	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۸
۲-	حرف اوّل	علامہ اخلاق حسین دہلوی	۲۳
۳-	سوالات	علامہ اخلاق حسین دہلوی	۲۵
۴-	جوابات	(ا) مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی	۲۶
		(ب) مولانا محمد عبدالرسول لکھنوی	۲۹
		(ج) مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	۳۰

۵- منتخب تصدیقات اور تائیدات

۱-	مولانا سید طاہر حسین، شاہی امام عیدگاہ، دھلی	۳۴
۲-	مولانا حمید اللہ، دھلی	۳۶
۳-	مولانا سید حامد بخاری، دھلی (شاگرد مفتی محمد کفایت اللہ)	۳۶
۴-	مولانا سید محمد حمایت علی میرٹھی	۳۸
۵-	مولانا محمد حسین میرٹھی	۳۸
۶-	مولانا یوسف علی میرٹھی	۳۹
۷-	ابوالجلیل مولانا سید محمد احمد قادری الوری	۳۹
۸-	مفتی محمد عبدالحفیظ قادری، دھلی	۴۰
۹-	مولانا امجد علی اعظمی	۴۱
۱۰-	ابوالاعجاز مولانا امتیاز احمد انصاری اجمیر شریف	۴۳
۱۱-	علامہ معین الدین اجمیری	۴۶
۱۲-	علامہ عبدالمجید دہلوی، اجمیر شریف	۵۰
۱۳-	علامہ محمد ابراہیم قادری بدایونی	۵۳
۱۴-	مولانا حب اللہ (وارد دھلی)	۵۷
۱۵-	ابوالحامد علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھ شریف	۵۸

۵-	رجالیات	۵۹
۶-	کتابیات	۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقدیم
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

O

دنیا علم کے میدان میں کتنی آگے نکل گئی ہے، جن کو ہم نے سکھایا تھا، وہ اب ہم کو سکھانے لگے، جن کو ہم نے پڑھایا تھا وہ اب ہم کو پڑھانے لگے---ہم نے اپنی توانائیاں آپس کے جھگڑوں اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں صرف کر دیں---ہم اختیار لے کر اقتدار کے لئے آئے تھے، ہم مختار تھے، ہم حاکم تھے، ہم بے اختیار ہو گئے، ہم محکوم ہو گئے---سوچئے تو سہی یہ کیا ہو گیا؟--معاذ اللہ اسلام کو ہم نے محکوم بنالیا، ہم یہی کرتے رہے تو یہی ہوتا رہے گا---غفلت کی گہری نیند سے جاگنا ہوگا اور دنیا والوں کو اسلام کی لذت سے آشنا کرنا ہوگا---نام اسلام کا، کام سب اپنے من کے، یہ کب تک ہوتا رہے گا؟---اسلام کی روشنی نہ صرف اپنے ملک بلکہ سارے عالم میں پھیلانی ہوگی، جو سلا رہے ہیں ان کے ہاتھ جھٹکنے ہوں گے، بیدار ہونا ہوگا---

غیر مسلم محققین اور علماء قرآن حکیم کی آیات اور معنی سے پردہ اٹھا رہے ہیں، ہم پردہ ڈال رہے ہیں---سچ فرمایا اور حق فرمایا---

''اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کرائے گا جو خود مسلمان نہ ہوں گے۔'' (طبرانی کبیر)

جو فرمایا تھا، ہو رہا ہے اور وہی ہوتا رہے گا---حالت بدلنے کی کوشش کی جائے تو حالت بدلے گی--وہ کریم بھی ہے اس کو بدل دیتا ہے۔ (سورۂ رعد، آیت نمبر ۱۱) جو چیخ و پکار کرتا ہے اور خود کو بدلنا نہیں چاہتا، اس کو اور گہرائیوں میں دھکیل دیا جاتا ہے--اس کے عذاب سے ڈرنا چاہئے--اس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ وہ تو سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔ (سورۂ زمر: ۳۵)

O

رسمیں اور عادتیں معاشی ضرورت ہیں جو پیدا ہوتی رہتی ہیں، پنپتی رہتی ہیں، سنورتی رہتی ہیں--جس طرح ہم چھوٹے سے بڑے ہو جاتے ہیں، جس طرح پودے سے درخت بن جاتے ہیں، جس طرح کلیوں سے پھول نکل آتے ہیں، اسی طرح رسمیں اور عادتیں بھی رفتہ رفتہ شباب اور جوانی تک پہنچتی ہیں، ان کو روکا نہیں جا سکتا ان کی اصلاح ضرور کی جا سکتی ہے اور کی جانی چاہئے---انسانوں کی بھی تربیت و پرداخت ہوتی ہے، درختوں کی بھی کاٹ چھانٹ ہوتی ہے جب ہی وہ خوبصورت اور دلکش معلوم ہوتے ہیں، اچھی رسمیں اور عادتیں بھی ہوتی ہیں، بری رسمیں اور عادتیں بھی ہوتی ہیں---بری کو چھوڑنا ہوتا ہے، اچھی کو اپنانا ہوتا ہے---اچھی باتیں نکالنے کی بندوں کی عادت کو اللہ تعالیٰ بھی پسند فرماتا ہے اور ان عادتوں پر استقامت ہو تو اجر و ثواب بھی عطا فرماتا ہے--(حدید، ۲۷)--اس کے محبوب بھی ایسی باتوں کو پسند کرتے ہیں اور ایسی باتیں نکالنے والے اور ایسی باتوں پر عمل کرنے والوں کو اجر و ثواب کی بشارت دیتے ہیں---(بخاری شریف، لاہور، ج ۱، ص ۵۰۱؛ مسلم شریف، کراچی، ج ۱، ص ۳۲۷؛ مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۳۳) تو مرحومین کو اپنے مال سے اور اپنے نیک اعمال سے ثواب پہنچانا بھی اچھی عادت ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت بھی جو ہمارے معاشرے میں صدیوں سے رائج ہے---مگر کچھ لوگ مرنے والوں پر بھی ترس نہیں کھاتے اور اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کر کے، غریبوں کو کھلا کے مرحومین کو ثواب پہنچانا بھی اچھا نہیں سمجھتے--- زندوں پر ترس نہ کھائیں، مرنے والوں پر تو ترس کھانا چاہئے--قرآن کریم میں جابجا کھانا کھلانے اور خرچ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے--(بقرہ: ۲۶۲؛ رعد؛ ۲۲؛ فاطر: ۲۹؛ حدید: ۷؛ حج: ۲۸؛ حاقہ: ۳۴؛ فجر: ۱۸؛ ماعون: ۳)

اس طرح کھانا کھلانے اور نیک کاموں کے لئے خرچ کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے جو خوشحال اور پر امن معاشرے کے لئے تریاق کا حکم رکھتی ہے ورنہ خود غرضیاں اور نفس پرستیاں جنم لیتی ہیں اور معاشرہ دیکھنے میں تو اچھا معلوم ہوتا ہے مگر اندر سے گھن لگ جاتا ہے--

O

کچھ جانے والے اس کریم کے محتاج ہوتے ہیں اور اس کی عطا سے ہم کو دے بھی سکتے ہیں اور دیتے ہیں---یہ خیال نہیں، تاریخی حقیقت ہے--کچھ جانے والے رہ جانے والوں کے محتاج ہوتے ہیں وہ ہمارے انتظار میں ہوتے ہیں اور ہمارے ایصالِ ثواب سے خوش ہوتے ہیں (شرح الصدور، مصر، ص ۱۲۹)--کون ہے جو محتاج کو دینے سے روکے؟---جو روکتا ہے وہ ظلم کرتا ہے--مرنے والا انتظار میں ہے اور ہم لڑائی جھگڑوں اور موشگافیوں میں مصروف ہیں--حبیب کریم ﷺ نے فرمایا،

قبر میں میت ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو مدد کے لئے پکارتا ہے، جب اس کے ماں باپ بھائی یا دوست کی طرف سے ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے تو اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔''

(مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۲۰۶؛ با شرح الصدور، مصر، ص ۱۲۹)

ہم جو بھیجتے ہیں وہ ان کو پہنچتا ہے، دیکھنے والوں نے دیکھا بھی ہے اور سننے والوں نے سنا بھی ہے-

غور کریں، جب مرنے والا زندہ تھا تو کتنا پیار--تھا، اب جو وہ نہیں رہا تو نظریں پھیر لیں، یاد کرنا بھی بھول گئے، افسوس یہ کیا کیا؟--

ایسی تو بے وفائی نہیں کرنا چاہئے، کچھ تو تعلق قائم رکھنا چاہئے، رب کریم جل جلالہٗ اور حبیب کریم ﷺ کا حکم ماننا چاہئے-

ہم کو ہمیشہ زندہ نہیں رہنا، ہم کو بھی جانا ہے، جب سامنا ہوگا تو مرنے والوں کو کیا منہ دکھائیں گے؟---پھر حقیقت کھلے گی، ہم بھی انتظار میں ہوں گے مگر کوئی تحفہ بھیجنے والا نہ ہوگا کہ ہم زندگی بھر منع کرتے رہے، حکم لگاتے رہے، لڑتے جھگڑتے رہے، مرنے والوں پر بھی رحم نہ آیا، حیف! کیسے سنگدل ہوگئے---جو نیک بات کہتا ہے کہنے دیجئے، جو نیک کام کرتا ہے کرنے دیجئے--اچھی باتیں اور اچھے کام اس کریم کی طرف اٹھتے چلے جاتے ہیں، یہ بات تو وہ قرآنِ کریم میں خود فرما رہا ہے (فاطر:۱۰)------ساری دنیا سے نیکیاں اٹھ رہی ہیں، ریاکاریاں، غرض مندیاں جگہ لے رہی ہیں---بیٹے کو باپ نکال رہا ہے، بہن کو بھائی نکال رہا ہے، بیوی کو خاوند نکال رہا ہے------اپنے نفس کی خاطر، اپنے عیش کی خاطر----مگر جو گھڑی آنے والی ہے، وہ تو آکے رہے گی--پھر نفس کی ساری خاطر مدارات دھری کی دھری رہ جائے گی-----آنکھیں کھل جائیں گی-----حقیقت معلوم ہو جائے گی----

؎ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

تو نیکیوں کو روکئے نہیں، خوب پھیلایئے تاکہ آپ کا بھی بھلا ہو اور دوسروں کا بھی بھلا ہو......

O

اللہ کی عادت ہے کہ ہر کام وقت پر ہوتا ہے ایک منٹ ادھر نہ ادھر-قرآن حکیم میں خاص اوقات کا بھی ذکر ہے اور خاص ایام کا بھی (ھود:۱۱۴؛ اسراء:۷۸؛ نور:۵۸؛ بقرہ:۱۹۷؛ قدر:۱)--حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ذکر میں تین دنوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا---آنے کا دن، جانے کا دن، قیامت میں اٹھنے کا دن (مریم:۱۵؛۳۳) ان دنوں میں کوئی تو خصوصیت ہوگی جو خاص طور پر ذکر کیا گیا، یہ سب کچھ اسی لئے بیان کیا جاتا ہے تاکہ ہم آنکھیں بند نہ رکھیں، کچھ سیکھیں اور سکھائیں--مگر ہم تو ذرا ذرا سی باتوں کو رائی کا پہاڑ بنا دیتے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر مختلف گروہ اور جتھے بنا کر الگ الگ ہو جاتے ہیں---بعض مسائل کو نفسیاتی، معاشی اور معاشرتی تناظر میں دیکھنا پڑتا ہے مگر ہم غور و فکر کے عادی نہیں، فوراً فتویٰ لگا دیتے ہیں---لفظ 'شرک' اور 'بدعت' اتنا عام ہو گیا ہے کہ ہر جگہ سنا جانے لگا---جاہل وان پڑھ، دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مگر شرک و بدعت ضرور جانتا ہے، نہ معنی کا علم نہ حقیقت کا علم، کسی ''خیر'' کو ''شر'' ثابت کرنے کے لئے یہ الفاظ بولے جانے لگے ہیں، افسوس ان لفظوں کے پردے میں سیاسی اغراض و مقاصد پورے کئے جا رہے ہیں-استغفر اللہ--!

بہت سے لوگ ایصالِ ثواب کو تو مانتے ہیں مگر ایصالِ ثواب کے لئے کوئی خاص دن مقرر کرنا ان کے نزدیک اچھا نہیں حالانکہ حضور انور ﷺ نے نسبتوں کا لحاظ کرتے ہوئے منانے کے دن مقرر کئے ہیں، یہ آپ کی سنت ہے، (مسلم شریف ج ۱ ص ۳۵۹، ۳۹۷؛ بخاری شریف، ج ۲، ص ۵۹۳) حضور انور ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، اس کو شرک و بدعت کہنے والا خود فیصلہ کرے کہ وہ کیا ہے؟--کوئی نیک کام کرتا ہے کرنے دیں، اس کی نیت پر کیوں شک کریں، جس دن چاہے کرے، جس تاریخ کو چاہے کرے--اگر ایک ہی تاریخ مقرر کر کے کرے تو اس پر شک کیوں کیا جائے، دوسری تاریخوں پر بھی شک کیا جا سکتا ہے، شک ہی جو ٹھہرا، دونوں طرح کی تاریخوں کا اہتمام شعوری طور پر کیا جاتا ہے---وہاں خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ اس دن ہو، یہاں یہ خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ اس دن نہ ہو---اگر ''خاص خیال'' ہی بدعت ہے تو اس کی جلوہ گری دونوں جگہ ہے---پھر یہ کہنا کہ اس امید پر خاص خیال کرنا کہ زیادہ ثواب ملے گا، ثواب تو ثواب ایسی نیت کا عذاب ملے گا (معاذ اللہ) کیسی عجیب بات ہے---اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بندوں کے گمان کے ساتھ ہوں (مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۱۹۶ 'باب ذکر اللہ والتقرب الیہ') یعنی جیسا گمان رکھے گا ویسا ہی پائے گا---بندے اگر کسی خاص تاریخ میں زیادہ عطا و بخشش کا گمان رکھتے ہیں تو کچھ بعید نہیں کہ اس دن زیادہ ہی عطا ہو، اس کے ہاں تو کمی نہیں وہ بے حساب عطا فرماتا ہے-

رحمتِ حق بہا نمی جوید

رحمت حق بہانہ می جوید

بیشک: ''جھولی ہی اپنی تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں''

اللہ اکبر! اس کے حضور ہم ایسے بے باک ہوگئے ہیں کہ اس کے خزانوں کے پہرے دار بن گئے--تاریخ کا تعین کیا نہیں خزانے کا دروازہ بند ہوا نہیں (معاذ اللہ)--کیا قصور کیا؟---یہ تو فرمانِ الٰہی ہے، اس کریم سے تو ہم سیکھتے ہیں، اس نے اپنے حبیب کو سکھایا، حبیب کریم ﷺ نے ہم کو سکھایا---ہماری عقل کو کیا ہو گیا صرف اتنی سی بات سمجھانے کے لئے کہ ''ایصالِ ثواب'' معین تاریخ اور دن میں کرنا چاہئے یا نہیں؟'' بیسیوں علماء و فضلاء سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں پھر بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی---اگر کہنے والے کہتے ہیں کہ برسوں سے یہ ہمارے اجداد اور بزرگ کرتے چلے آ رہے ہیں تو ان پر وہ آیتیں چسپاں کی جاتی ہیں جو قرآن کریم میں کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے لئے نازل ہوئیں اور کہا جاتا ہے کہ ''کفار و مشرکین مکہ بھی یہی کہا کرتے تھے کہ یہ باتیں ہمارے اجداد کرتے چلے آئے ہیں، تم بھی یہی کہتے ہو-'' اللہ کی پناہ!---کتنی بڑی جرأت ہے؟---سننے والا بھی حیران و پریشان ہو جاتا ہے، اس کی عقل بھی ماؤف ہو جاتی ہے اور اتنی موٹی بات کہنے والے اور سننے والے کی سمجھ میں نہیں آتی کہ کفار و مشرکین کے اجداد تو کفار و مشرکین تھے جن کی راہوں سے بچنے کی ہدایت کی گئی (فاتحہ:۷) ہمارے اجداد بحمد اللہ مسلمان تھے-ان کے راستے پر چلنے کے لئے تو سورۂ فاتحہ میں ہدایت کی گئی ہے جو ہر رکعت میں ہم پڑھتے ہیں-جن کی راہوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ بتایا ہے-(انعام:۱۵۳) کیسی جرأت ہے، کیسی گستاخی ہے جن کو اللہ اپنا محبوب و مطلوب بنائے، بعض لوگ انہیں کفار و مشرکین سے ملائیں (معاذ اللہ!)---یہ باتیں بظاہر مذہبی معلوم ہوتی ہیں مگر خالصتاً سیاسی ہیں جس کا مقصد بزرگوں کے طریقوں سے ہٹانا ہے (جو اسلام ہی کا طریقہ ہے) اور نئی نسل کو ان سے بیزار کرنا ہے، اسی بدگمانی کو ڈاکٹر محمد اقبال نے ملت اسلامیہ کی سب سے بڑی بیماری قرار دیا ہے-

O

ایصالِ ثواب کا جو مروجہ طریقہ ہے وہ بزرگوں کا طریقہ ہے اور اس کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں--- درود پڑھا جاتا ہے، قرآن شریف پڑھا جاتا ہے، اچھی اچھی باتیں بتائی جاتی ہیں اور تو کچھ نہیں ہوتا- قرآن شریف میں ہے، ''پاکیزہ کلام اللہ کی طرف اٹھتا ہے اور نیک کام اس کو اور بلند کردیتا ہے-'' (فاطر: ۱۰) سبحان اللہ!--- ایصالِ ثواب اصل میں ایصالِ ثواب کرنے والے کی نیت پر موقوف ہے، نیت کرتے ہی پہنچ جاتا ہے، دیر نہیں لگتی، اللہ کی رحمت ہمارے تکلفات کا انتظار نہیں کرتی- دیکھا یہ گیا ہے کہ زبانی ایصالِ ثواب کرتے وقت قرآنِ کریم، درود شریف، اور وظائف کی ایک لمبی فہرست اللہ کے سامنے پیش کی جاتی ہے گویا کہ ہم نے اللہ پر بڑا احسان کیا--- جب اللہ ہم پر احسان کرتا ہے تو احسان اور انعام کا کسی سے ذکر تک نہیں کرتے اور چند سپارے پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو اعلان کرتے ہیں، ہمیں اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرنی چاہئے-- اصل مسئلۂ ایصالِ ثواب میں کسی کو اختلاف نہیں، اختلاف جب ہوتا ہے کہ مباحات اور مستحبات کو فرائض سمجھ لیا جاتا ہے، تفرقہ کی علامت بنالیا جاتا ہے اور فرائض وسنن سے غفلت برتی جاتی ہے---

O

جب ہم ایصالِ ثواب کی بات کرتے ہیں تو ان بے اعتدالیوں کی بھی بات کرنی چاہئے جو آئے دن دیکھنے میں آتی ہیں-- اس میں شک نہیں جو اچھا ہے، اچھا ہے--- جو برا ہے، وہ برا ہے--- برے کو برا کہنے سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہئے-- انتشار کی ایک وجہ برائیوں سے چشم پوشی کرنا بھی ہے-- ایک جائز چیز کو اس طرح پر تکلف بنادیا جاتا ہے کہ وہ ناجائز کی سرحدیں چھونے لگتی ہے، کبھی کبھی حرام اور منکر کے زمرے میں شمار ہونے لگتی ہے- مثلاً میت کے کھانے میں شادیاں رچانا، سج بن کر بے پردہ عورتوں کا شریک ہونا، غریبوں کی پرواہ نہ کرنا، صرف کھاتے پیتوں کو کھلانا--- ایصالِ ثواب کی محفلوں میں بہت سوں کو نہ درود پڑھنے سے سروکار، نہ سپارے پڑھنے سے کوئی علاقہ--- بس کھانے سے غرض ہے، اس لئے دیر میں آتے ہیں تاکہ درود شریف کا ورد اور سپاروں کی تلاوت ختم ہوجائے--- ایسا آنا خلوص وہمدردی کا آنا تو نہ ہوا--- ایسے پیٹ بھروں کو کھانا کھلانے کا کیا فائدہ؟--- جتنا چاہیں غریبوں کو کھلائیں، بڑے شہروں میں غربا نہ ملیں تو ان تک پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ ایصالِ ثواب کی حقیقت حاصل ہو اور اتنا مفید طریقہ محض بے فائدہ رسم بن کر نہ رہ جائے، ان مہمانوں کو بھی کھلائیں جو خلوص وادب سے دور دراز سے غمخواری کے لئے آتے ہیں--- پہلے زمانے میں دور دراز سے نہ آتے تھے، آنے والے قریب، قریب سے آجاتے تھے، اب دور سے آتے ہیں اس لئے دور سے آنے والوں کو خالی پیٹ لوٹانا اسلامی آداب کے خلاف معلوم ہوتا ہے--- میت کے کھانے میں مہمانوں کے لئے کھانے کی نیت پہلے ہی کرلی گئی ہے تو کھانے میں کوئی حرج نہیں اگر نہ کی گئی تو وہ مہمانوں کے لئے جائز نہیں--- بلانا اور کھلانا اس کی دلیل ہے کہ کھلانے کی نیت پہلے ہی کرلی گئی ہے- اس لئے کھانا نہ کھا کر کھلانے والے کی دل شکنی نہ کرنی چاہئے، شریعت نے تو دل داری کا سبق دیا ہے بعض اوقات ہم دل آزاری کے مرتکب ہوجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت اچھا کام کیا ہے--

O

پیش نظر رسالہ ایصالِ ثواب کے بارے میں ہے جس پر علمائے اہلسنت اور علمائے دیوبند نے اتفاق کیا ہے، یہ فتویٰ آج سے ۷۴ سال پہلے ۱۹۲۷ء میں دہلی سے شائع ہوا- اس میں مندرجہ ذیل تین سوالات کئے گئے ہیں:-

۱ گیارھویں شریف اگر ممنوع ہے تو اس کی ممانعت کی کیا دلیل ہے؟

۲ گیارھویں شریف پابندی سے کی جائے اور تخصیص یوم کو فرض وواجب نہ سمجھا جائے ایسی صورت میں کھانا کھلانے کا ثواب پہنچے گا یا نہیں؟

۳ بدعت کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا تعریف ہے؟

یہ تینوں سوال علمائے کرام کے سامنے پیش کئے گئے-- پہلا جواب مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی[۱] (مدرسہ امینیہ، دہلی) نے دیا ہے- انہوں نے پہلے سوال کے جواب میں گیارھویں شریف کی حقیقت اور ایصالِ ثواب کو تسلیم کیا ہے- دوسرے سوال کے جواب میں صدقہ کے ثواب کا بھی اعتراف کیا ہے اور سہولت کار کے لئے تعیین یوم کو بھی جائز قرار دیا ہے-

تیسرے سوال کے جواب میں بدعت کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ ہر کام یا عقیدہ یا خیال بدعت ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو----- مفتی صاحب نے تینوں سوالوں کے جوابات میں تخصیص یوم پر جس انداز سے بحث کی ہے وہ ان کے فقیہانہ تدبر کے خلاف معلوم ہوتا ہے، اسی لئے مجیب ثانی مولانا محمد عبدالرسول لکھنوی نے اس جواب پر طنز کرتے ہوئے حیرت کا اظہار فرمایا اور مولانا امجد علی اعظمی نے بجا فرمایا:-

''جواب مجیب اول کا سوالات سے متعلق نہ ہونا ظاہر ہے- ان تخصیصات کو کوئی مسلمان بھی لازم نہیں جانتا-''

(تحقیق الحق، دھلی ۱۹۲۷ء ص ۱۸)

۱- مفتی محمد کفایت اللہ مسلک دیوبند کے ترجمان رہے یہ ان کی جوانی کے زمانے کا فتویٰ ہے- آخر وقت میں وہ تائب ہوکر سلف صالحین کی راستے پر آگئے تھے، اس میں حضرت والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ کی خاموش تبلیغ کا بھی دخل تھا- میرے استاد محترم مولانا ولایت احمد علیہ الرحمہ (مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری، دہلی) نے بستر مرگ پر جب مفتی صاحب کو تلقین فرمائی اور درستگی عقائد کی نصیحت فرمائی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے- کہ وہ بول نہ سکتے تھے

ہچکیاں ہیں نالہ ہوں پر لیکن

ہر ہی مزہ کی ہچکیاں ہیں

مفتی صاحب نے چند وصیتیں فرمائیں جن میں ایک وصیت یہ بھی تھی کہ ان کی قبر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے صدر دروازہ کی ساتھ جہاں زائرین جوتیاں اتارتے ہیں وہاں بنائی جائے، چنانچہ مفتی صاحب کو وصیت کے مطابق ان کے گھر سے تقریباً ۲۰ کلومیٹر دور درگاہ شریف کے صدر دروازہ کے داہنی سمت اس خاک پر دفن کیا گیا جہاں زائرین جوتیاں اتارتے ہیں- مفتی صاحب کی قبر داہنی طرف ایک چبوترے پر ہے- مفتی صاحب کے بعد مولوی احمد سعید دہلوی اور مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی بھی یہیں دفن ہوئے، شاید وہ بھی تائب ہوگئے تھے ورنہ یہاں دفن ہونے کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی- راقم کو یہ بات مولوی سعید احمد کی محفل کے ایک رازدار نے بتائی کہ وہ نجی محفل میں کہتے تھے: ''مانو یا نہ مانو، سچی بات تو یہ ہے کہ ہر دیوبندی کو مرنے سے پہلے بریلوی ہونا ہی پڑتا ہے-'' یعنی مرنے والے کو اپنے عقائد درست کرنے پڑتے ہیں کہ وہ رب کریم کے حضور حاضر ہونے والا ہے، کیا منہ دکھائے گا!...... اس تحریر سے بعض قارئین کو اختلاف ہوسکتا ہے لیکن جو کچھ میرے علم میں تھا اس کو بتانا ضروری سمجھا گیا- مسعود

مجیب ثالث فقیر کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ شاہ علیہ الرحمہ (شاہی امام مسجد فتحپوری، دہلی) ہیں۔حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ اپنے عہد کے عارف کامل اور عالم باعمل تھے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے جو شرعی ضرورت ہے اس کے علاوہ وہ متقدمین اور متاخرین علماء میں کسی کے مقلد نہ تھے اور کسی کے فتوے کو اپنے لئے حجت نہیں سمجھتے تھے......ان کی طبیعت میں نرمی تھی، مدبرانہ اور عادلانہ فتوے تحریر فرماتے، دوست ودشمن کسی کی رعایت نہیں کرتے، نہ فیصلے میں، نہ زبان وبیان میں، اسی لئے مخالف وموافق دونوں ان کی بات مانتے تھے اور ان کی بات سنتے تھے۔ پیش نظر فتوے سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔حق یہ ہے کہ مسند افتاء حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ پر جچتی تھی، بجتی تھی۔زبان کی سلاست وروانی اور عبارت کی سنجیدگی اور شائستگی کے حوالے سے وہ اپنے معاصرین میں ممتاز نظر آتے ہیں۔جذباتی مسائل میں آپ کا تحمل اور بردباری اور نازک مسائل میں آپ کی دوراندیشی اور حزم واحتیاط کو اہلِ نظر قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں......آپ کی صحبت میں بہت سے بدعقیدہ اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہوئے......آپ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا پیش نظر استفتاء کا تیسرا جواب حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے دیا جو نہایت ہی فاضلانہ، فقیہانہ اور مدبرانہ ہے۔انہوں نے مجیب اول کے جواب کے بارے میں اپنے جواب میں بے حد شائستہ طرزِ عمل اختیار فرمایا ہے پھر اصل سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔

پہلے سوال کے جواب میں گیارھویں شریف اور بارھویں شریف کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

مسئلۂ ایصالِ ثواب میں تو اہلسنت میں سے کسی کو اختلاف نہ رہا۔''

پھر مسئلہ تخصیصِ یوم پر بحث کرتے ہوئے ''توقیت شرعی'' اور ''توقیت عادی'' کا ذکر فرمایا ہے اور سوال میں مستفسرہ توقیت کو، توقیت عادی شمار کرتے ہوئے جائز قرار دیا ہے بلکہ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اگر ''توقیت عادی'' میں ثواب کی زیادتی شارع علیہ السلام سے ثابت ہو تو پھر یہ تعیین بہ نیت ثواب بھی جائز ہے۔حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے مسئلہ تعیین یوم پر بڑی شائستگی کے ساتھ بڑے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جبکہ مجیب اول کا جواب الجھا ہوا نظر آتا ہے، جواب کو سلجھا ہوا ہونا چاہئے۔مولانا سید طاہر حسن (امام عیدگاہ، دہلی) نے حضرت مفتی اعظم کی تصدیق کرتے ہوئے سچ فرمایا:۔

''حقیقی جواب تو مجیب اول کے الفاظ مجملہ کا انکشاف حضرت مولانا مولوی حافظ محمد مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری دہلی نے ارقام فرمایا ہے۔احقر کے خیال میں اس سے بہتر کوئی جواب نہیں۔'' (صفحہ نمبر ۱۱)

اور علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری چشتی صابری علیہ الرحمہ حضرت مفتی اعظم کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

الحمدللہ فاضل متین، سالک صراطِ یقین، عارف باللہ حضرت مولانا محمد مظہر اللہ صاحب نے اجمالی مختصر صورت میں خاصی توضیح فرمادی۔جزا هم الله خير الجزاء۔'' (ص ۱۶)

ابوالاعجاز مولانا امتیاز احمد انصاری (مدرس ومفتی دار العلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف) نے تعیین وتخصیص یوم پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی تائید میں تعیین یوم کو بہ نیت ثواب بھی دلائل سے ثابت کیا۔اسی دار العلوم کے فاضل استاد علامہ عبدالمجید نقشبندی مجددی (عم محترم مجیب ثالث علیہ الرحمہ) نے فرمایا:۔

فو جدت الجواب الثالث محققة باحسن التحقيق و التوفيق فلا ريب في انه بالقبو لالحقيق (ص ۱۳)

فاضل موصوف نے مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے جواب کا خوب محاکمہ فرمایا ہے---اور اس مسئلہ پر اسی دار العلوم معینیہ عثمانیہ کے فاضل کامل علامہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ اور مولانا محمد ابراہیم القادری البدایونی کے جوابات بھی لائق مطالعہ ہیں۔رسالے کے آخر میں مولانا حب اللہ اور ابوالحامد علامہ سید محدث اشرفی کچھوچھوی کی تصدیقات بھی ہیں۔''

مولانا فرماتے ہیں:۔

مولانا مولوی مظہر اللہ صاحب کی تفصیل کو دیکھنے کے بعد تائیدات کو دیکھتے ہوئے مولانا مذکور کے حق میں بے ساختہ زبان سے نکلا فقلت الفضل للمتقدم۔''

اور علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''عام دیوبندیوں کو عموماً اور مولانا کفایت اللہ والوں کو خصوصاً حضرت مولانا محمد مظہر اللہ صاحب مدظلہٗ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ مجیب اول کے فتوے کی توضیح ایسی معنی آفرینی (کے ساتھ) فرمادی جس سے بہتر فرقہ بھر میں کوئی اصلاح نہیں کرسکتا۔'' (ص ۳۲)

۳ جمادی الثانی ۱۴۲۱

۲ ستمبر ۲۰۰۰ء

احقر محمد مسعود

۲/۱۷-سی پی-ای-سی-ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۷۵۴۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ اوّل
(اشاعتِ اوّل ۱۹۲۷ء)

حضرات! ہماری جماعت کو عرصہ سے اس بات کا احساس تھا اور تجویز تھی کہ جس طرح ہو سکے اس اختلاف بین الاحناف کو دور کیا جائے۔ الحمد للہ کہ اپنے مقصد میں کامیابی ہوئی۔ ہم نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے مسلمانوں کی اس قدر افسوس ناک حالت دیکھ کر یہ ارادہ کیا کہ جملہ علماء احناف سے دریافت کیا جائے کہ اختلافی مسائل میں یہ لوگ اپنے دعوے کی کوئی دلیل بھی رکھتے ہیں یا ادعائے محض ہے۔ چنانچہ گیارہویں شریف کے مسئلہ کے متعلق باقاعدہ سوالات پیش کئے گئے، جوابات موصول ہونے پر اندازہ ہوا کہ اس مسئلہ خاص میں صرف عوام جہّال کو غلو ہے ورنہ اہلِ تقلید و اہلِ سنت سے خواہ کسی قسم کے علماء ہوں، اس کے جواز کے قائل ہیں جزاھم اللہ خیر الجزاء۔۔۔ پس اب کسی مسلمان اہلِ سنت کو جائز نہیں رہا کہ ان علماء سے اختلاف کرے اور عامۂ مسلمین کو یہ کہہ کر کہ یہ (نعوذ باللہ) شرک و بدعت پر مشتمل ہیں، آپس میں اختلاف پیدا کریں۔ حضرات یہ فتویٰ جو آپکے پیشِ نظر ہے، مسئلہ گیارھویں شریف کے متعلق ہے اور نہ صرف گیارھویں شریف کے متعلق بلکہ ان تمام مسائل کا متفقہ فیصلہ ہے جو مسئلہ ایصالِ ثواب اور مسئلہ تعیین و تخصیص سے تعلق رکھتے ہیں (مثلاً دسواں، بیسواں، چہلم، برسی، عرس وغیرہ وغیرہ)

اس امر کا اظہار کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمام احناف اس امر میں قبل ہی سے متفق ہیں کہ ایصالِ ثواب بروحِ اموات المسلمین والمسلمات ایک امر مستحب ہے اگر کسی کو کچھ کلام تھا تو یہ صرف تعیین و تخصیص میں تھا اور اس کی کچھ تفصیل درکار تھی۔ الحمد للہ کہ علماء اہلِ خرد نے اس کی بخوبی تفصیل واضح فرمادی اور تمام علماء دہلی، بریلی، دیوبند، اجمیر، بدایوں، میرٹھ، کانپور، سہارنپور وغیرہ نے اس پر اتفاق فرمالیا۔

سید اخلاق حسین قادری نقشبندی دہلی

(۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتا

کیاارشادفرماتے ہیں علماءدین سوالات ذیل کے جواب میں؟

سوال نمبر۱-گیارھویں شریف جب شرعاً ممنوع ہے تواس کی ممانعت کس آیت یا حدیث میں وارد ہے، وہ آیت یا حدیث مع سند وحوالہ کتاب وصفحہ وسطرارقام فرمائیں؟

سوال نمبر۲-زیدعرصہ سے گیارھویں شریف کرتا ہےاور تخصیص یوم کواپنے عقیدے میں فرض واجب نہیں جانتا-ایسی حالت میں گیارھویں شریف کے کھانے کھلانے کا ثواب پہنچے گا یا نہیں-ثبوت قرآن وحدیث سے عنایت فرمایئے؟

سوال نمبر۳-بدعت شریعت میں کسے کہتے ہیں؟اس کی صحیح جامع مانع تعریف ارقام فرمایئے؟

سوال نمبر۴-تعریف بدعت اس ایصالِ ثواب پرکیسے صادق آتی ہےاس کاانطباق اس پرکیوں کرہوتا ہےاس کی مفصل تقریرارقام فرمایئے تاکہ کم علم لوگ اچھی طرح سمجھ جائیں؟ فقط بینوا توجروا-

(۱) حافظ عبدالحکیم پانی پتی،حال وارد دہلی

(۲) محمد رفیق پروپرائٹر ہمدرد واشنگ فیکٹری،اسحاق منزل،اجمیری گیٹ دہلی

(۳) الفقیر سیداخلاق حسین غفرلہٗ

(پہلا جواب)

۱- الجواب

گیارھویں کی حقیقت کیا ہےاگراس سے مرادصرف یہ ہے کہ حضرت سیدنامحی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی روحِ مبارک کو کسی عبادت بدنیہ یامالیہ کاثواب پہنچایاجائےتواس میں شریعتِ مقدسہ نے کسی خاص تاریخ کی تعیین کہاں فرمائی ہے،ایصالِ ثواب کے لئے یومِ وصال کوخاص کر----زیادہ باعثِ ثواب سمجھناایک خودساختہ خیال ہےجس کی ادلہٗ شرعیہ میں کوئی دلیل نہیں،ایصالِ ثواب شریعت میں جائز بلکہ مستحسن ہےمگراس کی صورت یہ ہے کہ جوشخص کسی عبادت بدنیہ مثلاً نماز،روزہ،قرأت،قرآن پاک وغیرہ کاثواب پہنچاناچاہتا ہےوہ خودوہ عبات کرےاورجس وقت کرسکےاورجس قدرکرسکےاس وقت اس قدرکرلےاورحضرت حق تعالیٰ کی طرف سےاس عبادت پرجس ثواب کامستحق یہ شخص ہواہے،اس ثواب کویہ اس شخص کے لئےبخش دے،نہ اس میں کسی خاص چیز کی قید ہےاورنہ کسی خاص وقت کی اورنہ کسی خاص ہیئت کی،یہ توایصالِ ثواب کی شرعی صورت ہےاس کے علاوہ خاص چیزوں یاخاص وقتوں یاخاص ہیئت کی قیدوخصوصیت بڑھانادین میں اپنی رائے سےاضافہ کرناہےاوریہ بدعت ہے-

احکامِ شرعیہ سب خدااوررسول کےاحکام ونصوص سےماخوذ ہوتے ہیں ان الحکم الا للہ[1] اورحضورنےفرمایامن احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد[2] پس یہ قیودوتخصیصات خودساختہ بدعت ہیں-

۱- حکم توصرف اللہ ہی کے لئے جائز ہے-

۲- جوشخص ہمارےاس دین میں کوئی ایساکام نکالےجودین کانہیں یعنی اس کےمخالف ہےتووہ کام مردود ہے-

۲-اگرصدقہ کیاگیااوراس تخصیص یوم یاتخصیص شئے متصدق بہ کی گئی توصدقہ کاثواب توملےگامگراس تخصیص مبتدع کےارتکاب کامواخذہ بھی ہوگا-اگراس شخص کےخیال میں تعیینِ یومِ فرض واجب نہیں مگرثواب کےحصول یازیادت ثواب کےلئےموثرجانتا ہےیہ بھی بدعت ہےہاں اگرزیادت ثواب کےلئےنہ موثرسمجھا اورنہ حصول ثواب کی شرط قراردےصرف اتفاقی طورپریاسہولیت کارکےلئےدن مقررکرےاوروہ گیارھویں ہی کومقررہےتواس کافعل فی حدذاتہ جائزہوگامگرچونکہ ایسےلوگوں کےلئےجواس تعیین کوشرعی سمجھ لیتے ہیں،موجب سوءِعقیدگی یاحجت ہوسکتا ہے،اس کاترک ہی بہترہے-"

۳-بدعت:ہراس کام یاعقیدہ یاخیال کوکہتے ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہواوراس کوثواب یادین کاکام سمجھ کرکیاجائےیاچھوڑاجائےپس امورمعاشیہ وتمدنیہ جودین کاکام سمجھ کرنہیں کئےجاتےقطعاًاس سےباہرہیں اورایصالِ ثواب کےلئےدن تعیین کرنےکہ اس دن میں زیادہ ثواب پہنچتاہے،اس دن میں زیادہ ثواب ہے،یہ عقیدہ بدعت ہےکہ اس کی نہ توشریعت میں اصل ہےاورنہ یہ امورِمعاشیہ وتمدنیہ میں داخل ہےبلکہ ایک شرعی حیثیت رکھتاہے-واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہٗ مدرسہ امینیہ،دہلی

(۱)الجواب صحیح
خدابخش،مدرس مدرسہ امینیہ،دہلی

(۲)الجواب صحیح
محمد مظہرالدین غفرلہٗ
ایڈیٹرالامان اخبار،دہلی

(۳)الجواب صحیح
بندہ احمد سعید واعظ دہلوی

(۴)الجواب صحیح
محمد شفیع عفی عنہ مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم دہلوی

(۵)الجواب صحیح
عبدالوہاب عفی عنہ مدرس
مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب دہلوی

(۶)الجواب صحیح
بندہ محمد الیاس عفی عنہ
کاندھلوی مقیم نظام الدین دہلوی

(۷)الجواب صحیح - خادم العلماء سلطان محمود، مدرس، مدرسہ فتح پوری، دہلی
(۸)الجواب صحیح - محمد عبدالقادر عفی عنہ، مدرس مدرسہ فتح پوری، دہلی
(۹) المجیب مصیب - محمد احکم عفی عنہ مدرس مدرسہ فتحپوری، دہلی
(۱۰) الجواب حق - نورالحسن عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش، دہلی
(۱۱) الجواب صحیح - شفاعت اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش، دہلی
(۱۲)الجواب حق - محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش، دہلی
(۱۳)الجواب صحیح - محمد اسحاق عفی عنہ مدرس مدرسہ حسینیہ، دہلی
(۱۴) الجواب صحیح - محمد اسحاق عفی عنہ واعظ دہلوی
(۱۵)الجواب صحیح - محمد حبیب الرحمٰن عفاہ اللہ المنان، مہتمم مدرسہ حسینیہ، دہلی

تصدیق علماء دیوبند

(۱۶) الجواب صحیح - عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم، دیوبند - ۱۳ رجب
(۱۷) الجواب صحیح - عتیق الرحمٰن عثمانی معین مفتی دارالعلوم، دیوبند
(۱۸) الجواب صحیح - فقیر اصغر حسین عفی عنہ، دیوبند
(۱۹) الجواب صواب - محمد انور عفا عنہ، دیوبند

تصدیق علماء سہارنپور

(۲۰)الجواب صحیح - عبداللطیف عفا عنہ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپو
(۲۱)الجواب صواب - سعید احمد اجراڑوی مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور
(۲۲)الجواب صواب - ضیاء احمد عفی عنہ مفتی مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور
(۲۳)الجواب صحیح - اخلاق احمد انصاری، مدرس مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور
(۲۴)الجواب صحیح - بندہ عبدالشکور، مدرس مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور

(دوسرا جواب)

(ب) الجواب

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

مولوی کفایت اللہ کی شہرت سے میں بھی ان کی لیاقت علمی کا معتقد سا ہو گیا تھا لیکن ان کے فتوے کو دیکھ کر حیران سارہ گیا اور بے ساختہ نکل گیا، ''من چہ گویم و تنبورہ من چہ می سراید'' اے سبحان اللہ! سائل بیچارہ کیا سوال کرر ہا ہے اور جواب کس روش پر جا رہا ہے - کیا کروں! وقت نہیں، نہیں تو جواب کی قلعی کھولتا اور بتلاتا کہ مفتی صاحب کس بھیس میں اہل سنت کو گمراہ کر رہے ہیں -

اب تو صرف جواب کے متعلق مختصراً اتنا عرض کروں گا کہ جواب بالکل غلط ہیں - گیارھویں شریف کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں - اس کے کھانے کا ثواب پہنچے گا - یہ مسئلہ اجماعی ہے - دلیل کی کوئی حاجت نہیں - مخالف شریعت و مزاحم سنت کو بدعت کہتے ہیں اور گیارھویں شریف ایسی نہیں - لہٰذا بدعت نہیں - فقط و اللہ اعلم -

محمد عبدالرسول عفی عنہ لکھنوی

(تیسرا جواب)

(ج) هوالموفق

مجیب اول کے نفسِ جوابات کی صحت میں اصلا کلام نہیں البتہ غیر مستفسرہ سوالات کے جوابات کی طرف متوجہ ہوجانے کی وجہ سے مستفسرہ جوابات کسی قدر نامناسب پیرائے میں تحریر میں آئے جس کی وجہ سے مجیبِ ثانی کو اس کی غلطی کا دھوکا ہوا- ہمارے عرف میں گیارھویں شریف اس ایصالِ ثواب کو کہا جاتا ہے جو گیارھویں تاریخ اہلِ اسلام حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح پُرفتوح کے لئے کرتے ہیں یا بارھویں شب اپنے مولا و ملجا سید عالم حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں بطور نذر و ہدیہ بعض اعمالِ صالحہ کا ثواب پیش کرتے ہیں-سو مسئلہ ایصالِ ثواب میں تو اہلِ سنت میں سے کسی کو اختلاف ہی نہیں- رہا مسئلہ تعیین یوم سو یہ تصریح چاہتا ہے-

توقیت (یعنی وقت معینہ پر کسی کام کو رکھنا) دو حال سے خالی نہیں یا شرعی ہوگا یا عادی-توقیت شرعی یہ کہ شارع نے کسی کام کے لئے خود وقت مقرر فرمادیا، خواہ اس طرح کہ اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں وہ کام ہو ہی نہیں ہوسکتا جس کے لئے وہ وقت معین کیا ہے جیسے قربانی کے لئے ایام نحر، پس اگر ایام نحر کے سوا دوسرے ایام میں جانور ذبح کیا جائے گا تو قربانی نہ ہوگی- یا اس طرح کہ دوسرے وقت میں وہ کام تو ہوسکتا ہے لیکن بلا عذر تقدیم و تاخیر بھی جائز نہیں جیسے پنج وقتہ نمازوں کے اوقات معینہ- یا تقدیم و تاخیر بھی جائز لیکن زیادتی ثواب اسی وقت معین میں ہے جیسے نمازوں کے لئے اوقات مستحبہ، غرض ان مذکورہ صورتوں میں سے اگر کوئی صورت ہے تو وہ توقیت شرعی ہے ورنہ عادی-

توقیت عادی کا مطلب یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کی جانب سے تو ہر وقت اجازت ہے لیکن مصلحت یا مناسبت کی وجہ سے کسی قوم یا کسی خاص شخص نے اس کام کے لئے ایک وقت خاص اختیار کرلیا ہے مثلاً وعظ و نصیحت کرنا ہر وقت جائز ہے لیکن اس زمانے میں اکثر علماء نے نماز کے بعد وعظ فرمانا اختیار کرلیا ہے سو ایسی تقریر و تعیین ممنوع نہیں، گیارھویں و اعراس و سوم و چہلم وغیرہ میں تخصیص یوم اس ہی قبیل سے ہے پس ممنوع نہیں چنانچہ مجیبِ اول نے اس کے جواز کو اپنے اس کلام میں "اگر سہولیت کار کے لئے دن مقرر کرے اور وہ گیارھویں کا ہی مقرر کرے تو اس کا فعل فی حد ذاتہ جائز ہوگا-" بالتصریح بیان فرمادیا-

مسلمان ایصالِ ثواب میں تخصیص یوم اس ہی غرض سے کرتے ہیں کہ اس میں سہولت میسر ہے اور اس صورت میں آسانی کے ساتھ ایصالِ ثواب ہوتا رہے گا ورنہ دشوار ہوجائے گا- اکثر دیکھا گیا ہے کہ جس کام کے لئے وقت مقرر نہیں کیا جاتا وہ معرض تعویق ہی میں رہ جاتا ہے، رہی یہ بات کہ مجیبِ اول نے بعض مصالح کی وجہ سے اس کی ترک کو بہتر فرمایا سو یہ ان کا ایک ذاتی مشورہ ہے کوئی عمل کرے یا نہ کرے، مختار ہے-اس سے مجیب ثانی صاحب کا یہ سمجھ لینا کہ انہوں نے گیارھویں شریف کو ناجائز کیا اور اس تقدیر پر ان کے جواب کو غلط کہنا محض ناانصافی ہے-اس ہی طرح مجیب اول کے اس کلام کہ "ایصالِ ثواب کے لئے یومِ وصال کو خاص کرلینا" الخ سے بھی اس کی ممانعت مستفاد نہیں ہوتی-اس میں اگر ممانعت ہے تو صرف اس کی کہ تقرر کو شریعت مطہرہ کے تقرر کے مانند تصور نہ کرلیا جائے یعنی یہ نہ خیال کرلیا جائے کہ اس تاریخ کے سوا دوسری تاریخوں میں ثواب ہی نہیں پہنچتا یا پہنچ تو جائے گا لیکن دوسرے وقت ثواب پہنچانا جائز نہیں، یا جائز تو ہے لیکن اس تاریخ میں زیادہ ثواب پہنچے گا کہ ایسا خیال یقیناً بدعت ہے کہ شارع کے اطلاق کو اٹھاتا ہے-اس طرح یہ خیال کرنا کہ اس خاص تاریخ میں ثواب نہیں پہنچے گا یا پہنچ جائیگا لیکن جائز نہیں یا جائز تو ہے لیکن غیر معین اوقات میں زیادہ ثواب پہنچے گا-سو یہ خیال بھی بدعت ہے کہ یہ بھی شارع کے اطلاق کو اٹھانے والا ہے-

البتہ جو وقت ایصالِ ثواب کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اگر وہ وقت ہی ایسا ہے کہ اس میں ثواب کی زیادتی شارع سے ثابت ہے تو ہمیں ایسا خیال کرنا بھی صحیح ہے چنانچہ رمضان شریف میں عمل کرکے اس پر زیادتی ثواب کا متوقع ہونا وغیرہ-

غرض یہ کہ توقیت و تخصیص یوم نہ مطلقاً بدعت ہے اور نہ مجیبِ اول نے اسے بدعت کہا بلکہ جو توقیت بدعت نہ تھی اس کا صاف اظہار کردیا، قطع نظر اس کے کہ شارع سے ایسی تخصیص کی کراہت پر بھی کوئی دلیل نہیں چہ جائے کہ حرمت پر، اگر تتبع کیا جائے تو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک سے لے کر اس وقت تک ہر زمانے میں کروڑوں ہی صلحائے امت ایسے ملیں گے جو ہمیشہ ایسی تخصیص پر کاربند رہے پس اس کو بدعت کیسے کہا جاسکتا ہے بلکہ خود حضور اکرم ﷺ سے بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت و فیہ انزل القرآن علی رواہ المسلم**- یعنی رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حضور یہ کیا وجہ ہے کہ آپ پیر کے دن روزہ رکھتے ہیں فرمایا اس روز میں نے اپنے جلوہ سے اس دنیا کو روشن کیا ہے اور اس ہی روز مجھ پر کلامِ الٰہی نازل ہوا ہے تو اس شکریئے میں اس روز روزہ رکھتا ہوں-اب دیکھئے کہ شکریہ کا روزہ رکھنے کے لئے ہر دن کو استحقاق مساوی درجہ کا حاصل تھا لیکن حضور پرنور ﷺ نے صرف اس مناسبت سے کہ جس کے شکریئے میں یہ روزہ رکھا جاتا ہے اس کا حصول پیر کے روز ہوا ہے، لہٰذا اس روزہ کے لئے پیر کا دن اختیار فرمایا اور اس میں اپنی امت کو ارشاد فرمادیا کہ ایسی تخصیص تمہارے لئے جائز ہے-

الحاصل تخصیص عادی کی شارع سے ممانعت نہیں اور تخصیص عادی کو تخصیص شرعی کے حکم میں جاننا کھلی بدعت ہے، یہی حال تخصیص شئے متصدق کا بھی ہے کہ اگر عادتاً تخصیص واقع ہوئی، جائز اور اس کے ساتھ شرعی تخصیص کے احکام میں سے کسی حکم کو لاحق کیا تو بدعت ہے اور یہی مجیبِ اول کا منشاء ہے کہ ان کے جواب کا حاصل صرف یہ ہے کہ اگر گیارھویں کو فرض واجب نہ جاننے کے ساتھ یہ بھی عقیدہ نہ ہو کہ اس ہی تاریخ ثواب پہنچتا ہے یا اس تاریخ میں زیادہ ثواب پہنچتا ہے تو ایسے شخص کے لئے گیارھویں شریف جائز ہے پس اس کو غلط کہنا کسی طرح صحیح نہیں رہا کہ اس تخصیص کو مسلمانوں میں سے ایسا کون ہے جو تخصیص شرعی کے حکم میں جانتا ہے، صرف ایک احتمال بعید پر نظر رکھ کر جواب دینے کی کیا ضرورت تھی، سو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر ایسا شخص بھی تو نظر نہیں آتا جو اس کو فرضِ واجب جانتا ہو پس جب سائل نے احتمالات کی طرف متوجہ ہوکر بعض احتمالات کو دفع کیا تو مجیب پر لازم تھا کہ دوسرے احتمالات کا بھی جواب دیتا- دوسرے یہ بات کیا ضروری ہے کہ مجیب ثانی صاحب کے علم میں ایسے اشخاص نایاب ہیں تو مجیب اول کے علم میں بھی نہ ہوں ممکن ہو کہ ان کو ایسے اشخاص کا علم ہو لہٰذا ان کو ایسے اشخاص کے متعلق بھی جواب دینا ضروری ہوا- **فقط واللہ تعالیٰ اعلم بمرادہ**-

محمد مظہر اللہ غفرلہٗ
امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی

(۱) مجھ کو مولانا محمد مظہر اللہ صاحب کی تحریر سے اتفاق ہے-
(حضرت مولانا) محمد کرامت اللہ غفرلہٗ باڑہ ہندراؤ، دہلی

(۲) اس احقر نے اس فتوے کو اول سے آخر تک مطالعہ کیا سب سے پہلے مولانا کفایت اللہ صاحب مجیب ہیں اس کے بعد مولانا عبدالرسول صاحب لکھنوی نے مولانا موصوف کی کچھ تردید کی ہے اس کے بعد حقیقی جواب اور مجیبِ اول کے الفاظ مجملہ کا انکشاف جو حضرت مولانا مولوی حافظ محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری نے ارقام فرمایا ہے احقر کے خیال میں اس سے بہتر کوئی جواب نہیں ہوسکتا، کیونکہ سائل کی تشفی بھی اسی میں ہوسکتی ہے- اللہ تعالیٰ مجیب مصیب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کو ایسے مفصل جواب تحریر فرمانے کی توفیق عطا فرماتا رہے- آمین-

(۳) احقر الزمن سید طاہر حسن عفی عنہٗ شاہی امام عیدگاہ، دہلی، بقلم خود- مہر

(۴) ذالک الکتاب لا ریب فیه- کتبہ (شیخ المفسرین والمحدثین المولوی) محمد صدیق (صاحب دامت برکاتہم دیوبندی عفی عنہ، پروفیسر عربک کالج اجمیری دروازہ، دہلی)

(۵) مجیبِ اول مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دونوں حضرات کے جوابات سے اتفاق ہے کیونکہ ہر دو جوابات شریعت حقہ کے مطابق ہیں-

(۶) احقر سید حمید امام شاہی جامع مسجد، دہلی-

(۷) عبدالغنی امام شاہی مسجد کلاں دہلی

(۸) مفتی محمد مظہر اللہ صاحب و مفتی کفایت اللہ صاحب کے جواب صحیح ہیں- جو جواب کہ مولانا مولوی مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نے مرقوم فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے و اللہ اعلم بالصواب- بندہ قطب الدین امام شاہی مسجد ترکمان دروازہ دہلی-

(۹) الجواب صحیح - ایصالِ ثواب بروح اموات مطلقاً درست ہے، تقرر یوم ہو یا نہو مگر یہ اعتقاد نہونا چاہئے کہ اسی روز ثواب پہنچتا ہے اور دن نہیں، یہ اعتقاد باطل ہے- محمد عبدالمغفور عارف دہلوی مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی-

(۱۰) الجواب صحیح - محمد نسیم احمد عفا عنہ امام شاہی مسجد سنہری، دہلی-

(۱۱) مجھ کو علمائے اہلِ سنت کی رائے سے اتفاق ہے- فقیر (حاجی) محمد شفیع وارثی (واعظ دہلوی) چوڑی والان، دہلی

(۱۲) الجواب صحیح - ایصالِ ثواب اگر تقرر یوم کے ساتھ ہو تو زیادہ مفید ہے کہ حدیث شریف اور اقوال و افعال علماء اس پر شاہد ہیں- و اللہ اعلم- یار محمد (واعظ دہلوی، محلّہ ٹوکری والان، دہلی)

(۱۳) تحریر و تسطیر مطابق سوالات کے جناب مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب کی قابلِ تقلید اور موافق شرع متین ہے- فقط حررہ محمد عبدالغفار المعروف بہ راشد دہلوی خلف رشید مولوی عبدالوہاب صاحب مرحوم گلی شاہ تارا، دہلی-

(۱۴) الجواب صحیح - مسکین غلام علی، مہتمم مدرسہ تفضیلیہ حنفیہ صدر بازار، دہلی-

(۱۵) الجواب صحیح - (مولوی) مستجاب خان، مدرس مدرسہ تفضیلیہ حنفیہ صدر بازار، دہلی-

(۱۶) الجواب صحیح - مولوی ملا جان صاحب، مدرس مدرسہ تفضیلیہ، صدر بازار، دھلی

(۱۷) الجواب صحیح - محمد عبدالخالق عفی عنہٗ مدرس مدرسہ تفضیلیہ حنفیہ، صدر بازار، دہلی-

(۱۸) الجواب صحیح - محمد ابراہیم خلیل چشتی نقشبندی، دہلی-

(۱۹) الجواب صحیح - (حافظ صوفی) محمد حسین عفی عنہٗ (واعظ) دہلوی-

(۲۰) **الجواب هو الصواب و ماحققه فی ایصال الثواب بروح الاموات فی وقت المعین من الاوقات المولوی المفتی الحافظ محمد مظهر الله صاحب و فقه الله تعالیٰ فی تحقیق للقال هو احسن الاقوال[۱]–**
احقر العباد محمد حمید اللہ غفرلہٗ مدرس مدرسہ فتح پوری، دہلی-

۱- جواب تو یہی صحیح ہے اور جو تحقیق (کہ اوقات میں سے کئی وقت معین ہے ارواحِ اموات پر ایصالِ ثواب کے متعلق) مولوی مفتی حافظ محمد مظہر اللہ صاحب نے فرمائی ہے وہی اقوال میں سے بہتر قول ہے-

(۲۱) للہ در المجیب مصیبًا- محمد شریف اللہ عفی عنہٗ مدرس مدرسہ فتحپوری، دہلی-

(۲۲) الجواب صحیح - محمد عبدالسبحان کان اللہ لہٗ مدرس مدرسہ فتحپوری، دہلی-

(۲۳) الجواب صحیح - عبدالمجید عفی عنہٗ، مدرس مدرسہ فتح پوری، دہلی-

(۲۴) الجوب صحیح - عبدالرزاق عفی عنہٗ، مدرس مدرسہ فتح پوری، دہلی-

(۲۵) **قد نظرت فی هذه الاجوبهم کلها فوجدت الجواب الثالث محققة باحسن التحقیق و التوفیق فلا ریب فی انه بالقبول حقیق–**

(۲۶) محمد عبدالمجید عفی عنہٗ مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف

(۲۷) **اقول و بالله التوفیق**

اجاب اصل المجیب و اجاد حیث فصل الجواب علی ما یقتفیه الزمان ان لم یکن السوال علی الشقوق و لا یعلم منه الممانعة فی نظری بل یفهم منه الجواز والله اعلم و علمه اتم[۱] –

خاکسار غلام قادر، مدرس منانیہ رائسینا دہلی، شاگرد رشید مولوی کفایت اللہ صاحب مجیب اول-

(۲۸) گیارھویں شریف یعنی حضرت غوث اعظم سیدنا محی الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں نذرانہ ثواب پیش کرنا (بالتوقیت العادی) ایصالِ ثواب کی ایک بہترین مثال ہے جو بموجب اجر عظیم ہے مگر اس امر مستحسن کا ترک واجب یا شرک و کفر نہیں اور نہ عدم ترک و فرض و وجوب کو مستلزم ہے اور شرک و کفر سے تحفظ کا فائدہ دیتا ہے- **کما قال الممجّد المسجد المجیب الاول و امام العصر و سادتنا المولانا محمد مظهر الله (متع المسلمین بطول بقائیها باحسن تفسیر و توضیح والله بالصواب اعلم– احقر العباد سید حامد کان الله لهٗ نقوی بخاری دهلوی، محله چوڑی والان ،دهلی –**

۱- اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اصل مجیب اوّل نے جواب دیا ہے اور بہتر جواب دیا کہ جن امور کا زمانہ مقتضی تھا جواب میں ان کی بھی تفصیل فرمائی- اگر چہ سوال ان شقوق پر نہ تھا (جن کی مجیب نے تفصیل کی اور میری نظر میں اس جواب سے گیارھویں شریف کی) ممانعت نہیں معلوم ہوتی (جیسا کہ مجیب ثانی صاحب سمجھ گئے) بلکہ اس سے تو (صاف گیارھویں شریف کا جواز سمجھا جاتا ہے-)